© rasailojaraid.com



# آہ! علامہ احسان الٰہی ظہیر

جماعت اہل حدیث کے اجلاس لاہور میں جو بم دھاکہ ہوا تھا جس میں آٹھ آدمی ہلاک اور ایک صد زخمی ہوئے۔ ان زخمی ہونے والوں میں علامہ احسان الٰہی بھی تھے۔ ابتدائی طور پر علامہ کے بارے میں فون پر جو معلومات حاصل ہوئیں، ان سے اندازہ ہوا تھا کہ ان کے پیر میں چوٹ آئی ہے جو خطرناک نہیں ہے۔ اور وہ جلد اچھے ہو جائیں گے، مگر صورتِ حال اس سے مختلف تھی۔ وہ زیادہ زخمی تھے۔ چنانچہ خادم الحرمین شاہ فہد بن عبدالعزیز حفظہ اللہ نے انھیں خصوصی علاج کے لئے سعودی عربیہ بلوا لیا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت کہ وہ جانبر نہ ہو سکے۔ اور داعیٔ اجل کو لبیک فرمایا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ط

موت ہر جاندار کا مقدر ہے۔ مگر ہماری جماعت کے ساتھ یہ دوسرا المناک حادثہ ہے جس میں ایک جواں سال مردِ مجاہد کی شہادت ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریقِ رحمت کرے، ان کی لغزشوں کو معاف فرمائے۔ اور انھیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح کا المناک حادثہ لندن کے ایک کار ایکسیڈنٹ میں جناب مولانا ابوبکر غزنوی صاحب کی شہادت تھی، جو بڑی جواں سالی میں جماعت کو داغِ مفارقت دے گئے۔ اور اس دوسرے حادثہ نے تو کمر توڑ دی ہے۔

علامہ مرحوم کا آبائی وطن سیالکوٹ تھا۔ مگر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے فراغت کے بعد وہ لاہور میں مقیم تھے۔ جہاں وہ متعدد جماعتی ذمہ داریوں پر فائز رہے۔ عرصہ تک جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سابق آرگن "الاعتصام" کے مدیر اور اب "ترجمان الحدیث" کے ایڈیٹر تھے۔ حضرت مولانا عبداللہ صاحب شیخ الحدیث کی زیرِ قیادت والی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ناظم اعلیٰ تھے۔ تصنیف و تالیف کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دیتے رہے۔ ادارہ اشاعت السنہ سے انھوں نے متعدد انگریزی، عربی، اردو کتابیں شائع کیں۔ جو عیسائیت، قادیانیت، بہائیت، بریلویت، شیعیت اور دوسرے گمراہ فرقوں کے رد میں لکھی گئی تھیں۔

وہ پاکستان کے مانے ہوئے خطیب و مقرر تھے۔ جہاں بھی جاتے لوگ جوق در جوق انھیں سننے آتے تھے۔ وہ گمراہ فرقوں کا رد بڑی سختی سے کرتے تھے اس لئے مخالفین ان سے بہت خوفزدہ تھے۔ اور اپنے دلوں میں حسد، جلن اور غبار کھائے رہتے تھے۔ اسی کا علامہ شکار بھی ہوگئے۔ وہ اپنی غیر معمولی صلاحیتوں اور کارکردگی کی وجہ سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



بین الاقوامی شخصیت کے مالک بن گئے تھے۔ دنیا بھر کے اجتماعات اور دینی جلسوں سے انہیں بلاوے آتے تھے جن میں وہ برابر شرکت کرتے اور سامعین کو محظوظ فرماتے۔

۱۹۸۳ء میں موصوف سے میری آخری ملاقات ہوئی تھی۔ جس میں انہوں نے دین و مسلک کے لئے بڑے ہی حوصلہ افزا جذبات و خیالات کا اظہار فرمایا۔ ان کے حوصلہ کی تعداد بھی خوب تھی۔ جو اصل میں ان کے جوش عمل اور کارکردگی کی علامت تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا میں مخالفت صاحب عمل لوگوں کی ہی زیادہ ہوتی ہے۔ غلطیاں بھی انہیں سے زیادہ سرزد ہوتی ہیں۔ اور کمزوریوں سے کوئی بھی مبرا نہیں دین و مسلک کی حمایت میں کھل کر بولنا اور باطل کا شدت سے رد کرنا ان کا خاصہ تھا۔ ان کی اس خوبی سے پاکستان اور عالمی سطح پر مسلک اہل حدیث یا جماعت اہل حدیث کے تعارف کو بہت تقویت ملی۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی مغفرت فرمائے۔ اور ان کی خدمات کو قبول کرے

اس المناک حادثے میں جو دوسرے علمائے کرام اور احباب جماعت شہید ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور جو حضرات زخمی ہوئے ہیں ان کو جلد از جلد شفائے کامل عطا کرے۔ اور ان کو صبر و عزیمت اور استقامت بخشے۔ ان کی نیکیاں قبول فرمائے۔

جس شقی القلب شخص یا اشخاص نے یہ سازش اور شقاوت قلبی کی ہے اس کے جرم کو جلد آشکارا فرمائے۔ اور ارباب حکومت کو صحیح طور پر حکومت اور شہریوں کے جان و مال کی حفاظت کرنے کی توفیق بخشے۔

اس واقعہ پر جس قدر افسوس کیا جائے وہ کم ہے ہم اپنے رنج و افسوس کے لئے ایسے الفاظ بھی اس وقت نہیں پا رہے ہیں جن کے ذریعہ اس کا اظہار کر سکیں جماعت اہل حدیث کا ہر فرد چاہے وہ دنیا کے کسی کونے میں ہے اس المناک حادثہ پر گہرے رنج و غم کا اظہار کر رہا ہے۔ اور یہ جاننے کے لئے بیتاب ہے کہ آخر کس شقی القلب نے یہ درندگی کی ہے؟ اور حکومت نے اس کی کھوج لگانے کے لئے کیا اقدام کیا ہے؟ (ہفت روزہ اہلحدیث ریعبارت)

## بقیہ آہ! میرا قائد

اکثر کہا کرتے تھے کہ ؎

میں کھٹکتا ہوں دلِ یزداں میں کانٹے کی طرح

آخر کار وہ سانحہ جو تیئیس مارچ کو ہوا اس کے سات روز بعد ۳۰ مارچ کا سورج اس عالم میں طلوع ہوا کہ ریاض کے ملٹری ہسپتال میں علم و فضل کا پیکر اور خطابت کا سورج ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا اور ہمیں یہ پیغام دے گیا کہ ؎

کلیوں کو میں سینے کا لہو دے کے چلا ہوں
صدیوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی۔

© rasailojaraid.com